بصائر و عبر

پردہ وحجاب...امن وسلامتی کی ضمانت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

جب سے دنیائے انسانیت اپنے خالق و مالک اور اپنے مربی ومحافظ کے احکامات وتعلیمات سے منہ موڑ کر دور ہوئی ہے، تب سے وہ گویا ایک گرداب اور بھنور میں جکڑ اور پھنس چکی ہے۔ دائیں بائیں ہچکولے کھا رہی ہے، اِدھر اُدھر ٹا مک ٹوئیاں مار رہی ہے، لیکن اسے اس مشکل اور مصیبت سے نکلنے کی کوئی راہ اور کنارہ نظر نہیں آرہا۔ اب تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا ہر ملک کے باشندے سربراہِ مملکت ہوں یا عام رعایا، مسلم ہوں یا غیر مسلم، سب ایک انجانی سی جھنجھلاہٹ اور ایک ہیجانی سی کیفیت میں مبتلا نظر آتے ہیں، انھیں سمجھ نہیں آرہا کہ زندگی گزاریں تو کیسے گزاریں؟ اور معاشرہ کو امن وسلامتی کے ساتھ آگے لے جائیں تو کس طرح لے جائیں؟

مسلم حکمران اسلامی تعلیمات سے غیر اعلانیہ اغماض برت کر فکرِ کفار اور مغربی تہذیب کو اپنے لیے کامیابی کا زینہ سمجھتے ہیں، اس لیے ہر دن ان کی پالیسیاں مغربی افکار اور ان کی تہذیب سے ہم آہنگ ہونے کا نظارہ پیش کرتی ہیں، جب کہ غیر مسلم حکمرانوں نے ایکا کرلیا ہے کہ ہم نے اسلام، اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب اور اسلامی شعائر کو مٹانا، ان کو فرسودہ قرار دینا اور ان کو غیر مؤثر کرنا ہے، اس لیے وہ کبھی اذان پر پابندی لگاتے ہیں تو کبھی مساجد کے میناروں کو گرانے کا حکم دیتے ہیں۔ کبھی نعوذ باللہ! پیغمبرِ

کا کہنا تھا کہ وہ پریشان نہیں تھیں، وہ اپنی اسائنمنٹ جمع کرانے کے لیے کالج گئی تھیں، لیکن وہاں موجود ہجوم نے انہیں برقع میں ملبوس ہونے کی وجہ سے اندر نہ جانے دیا۔ اس موقع پر انہوں نے میرے سامنے شور شرابا کرتے ہوئے نعرے لگائے، جس کے جواب میں' میں نے بلند آواز میں اللہ اکبر پکارنا شروع کر دیا۔ مسکان کا کہنا تھا کہ وہ حجاب پہننے کے اپنے حق سے متعلق جد و جہد جاری رکھیں گی۔ طالبہ نے ہجوم کے سامنے اللہ اکبر پکارنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا، جب وہاں موجود انتظامیہ کے کچھ افراد نے انہیں ہجوم سے بچایا۔'' (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۹؍فروری ۲۰۲۲ء)

اس واقعہ کے خلاف ریاست کے کئی شہروں میں مظاہرے ہوئے اور حالات کشیدہ ہونے پر ریاستی حکومت کو تعلیمی ادارے تین دن بند کرنا پڑے۔ ہندو انتہا پسند کرناٹک سمیت کئی ریاستوں میں مسلمان طالبات کو مسلسل ہراساں کر رہے ہیں، جس کے خلاف مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ جمعیت علمائے ہند نے مسکان کی جرأت مندی پر اسے پانچ لاکھ روپے بطور انعام دیئے۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی ہدایت پر ۱۸؍فروری ۲۰۲۲ء بروز جمعہ کو ملک بھر کی مساجد میں حجاب اور پردہ کے موضوعات پر جہاں بیان کیے گئے، وہاں جمعہ کے اجتماعات میں بھارت کے خلاف مذمتی قراردادیں بھی منظور کی گئیں اور بھارت میں مسلمانوں پر مظالم کے خلاف مظاہرے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔

اس بھارتی درندگی پر سب سے زیادہ مؤثر ردِعمل کویتی عوام اور کویتی اراکین پارلیمنٹ نے دیا، جہاں ۲۲ کویتی اراکین پارلیمنٹ بھارت میں حجاب پر پابندی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور دستخط شدہ ایک بیان جاری کیا، بیان میں حجاب کو مسلمان خواتین کا شرعی اور آئینی حق قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ مودی سرکار کی جانب سے حجاب پر پابندی دراصل مسلم خواتین کو اپنا دین اور سماجی شناخت چھوڑنے پر مجبور کرنا ہے۔ انھوں نے بین الاقوامی انسانی حقوق سمیت اسلامی تنظیموں، حکومتوں اور کویت کی وزارتِ خارجہ سے بھارت کی انتہاپسند سرکار کو بیس کروڑ مسلمانوں کے خلاف جاری وحشیانہ اقدامات روکنے کے لیے دباؤ ڈالنے کا مطالبہ کیا ہے اور اس سے پہلے گیارہ اراکینِ پارلیمنٹ نے بھارت کی جماعت بی جے پی سے وابستہ تمام افراد کا کویت میں داخلے پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ بھی کیا تھا۔

ادھر جب یہ معاملہ بھارت کی نچلی عدالت میں گیا تو اس نے بڑی عدالت میں بھیج دیا، اس عدالت نے بھی اس پابندی کو جواز دیا اور حکم دیا کہ فیصلہ آنے تک حجاب پر پابندی برقرار رہے گی، حالانکہ بھارت کے آئین میں مسلمانوں کو ان کی مذہبی آزادی اور تہذیبی روایات پر عمل کی اجازت دی

گئی ہے۔ اب بھارت کی کئی ریاستوں میں جا بجا فساد ہو رہے ہیں، طالبات نے امتحانات کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ کرناٹک کے کالج میں ایک مسلم خاتون انگلش لیکچرر نے حجاب اُتارنے کا حکم ماننے کے بجائے استعفا دے دیا، اس نے کہا کہ: حجاب اُتارنے کے حکم سے میری عزتِ نفس مجروح ہوئی ہے، پچھلے تین سال سے حجاب کر کے کالج آ رہی ہوں، مذہبی آزادی کا حق ملکی آئین دیتا ہے، جسے کوئی نہیں چھین سکتا۔ حجاب پر پابندی کے غیر جمہوری اقدام کی مذمت کرتی ہوں۔

ہمارے ملک پاکستان کے دفتر خارجہ نے بھی بھارتی سفارت خانے کے ناظم الامور کو طلب کر کے خواتین کے حجاب کے خلاف شرانگیز مہم جوئی اور مسلم خواتین کو ہراساں کرنے جیسے سنگین واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت انتہا پسندی پر مشتمل پالیسیوں کے ذریعہ مسلمانوں کو کچلنے جیسے اقدامات سے باز رہے۔

برقع پہننا، اسکارف اوڑھنا، نقاب کرنا، حجاب سے چہرے اور جسم کو چھپا کر گھر سے باہر نکلنا، مسلمان خواتین کے لیے دینی تقاضا ہے، جو کہ اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان اور مذاہب میں بھی اس کی تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے اور ہر باشعور اور عقل مند آدمی حجاب اور پردہ کو نہ صرف یہ کہ خواتین کی عزت، حرمت، عصمت، حیا اور شرم کے لیے ضروری قرار دیتا ہے، بلکہ مردوں کے لیے بھی بدنظری، غلط خیالات اور گناہوں سے بچنے کے لیے لازمی امر سمجھتا ہے۔

خواتین کا حجاب بے حیائی کی روک تھام اور جنسی ہراسانی کے سدّ باب کا واحد حل ہے، صرف مسلم ہی نہیں غیر مسلم خواتین کے تحفظ کے لیے بھی ناگزیر قرار دینا عین عقل مندی ہے۔ اس پر حیا سے محروم دنیا کی غیر مسلم خواتین کے تجربے اور تجزیئے بھی میڈیا پر عام ہوئے ہیں۔

بہر حال ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی حجاب اور پردہ کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل ہونا چاہیے اور ایسے لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے جو یہاں بھی حجاب، اسکارف اور پردہ کرنے والی خواتین کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ بالخصوص میڈیا مالکان اور ان کے کارپردازان اپنے ہاں خبریں پڑھنے والی خواتین ہوں یا پروگراموں کی میزبانی کرنے والی اینکر ان کے لیے حجاب اور پردہ کے روادار نہیں۔ اسی طرح کتنے پرائیویٹ اور مشنری تعلیمی ادارے ہیں، جن میں طالبات کے حجاب اور پردہ تو دور کی بات ہے، سر پر دوپٹہ لینے کی بھی اجازت نہیں۔ اسی طرح شادی بیاہوں میں مرد وزن کا اختلاط عام ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مرد وزن کا اختلاط بھی ایک معمول کی بات سمجھی جاتی ہے۔ بہر حال

شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے، لہٰذا اسے دشمن ہی سمجھو۔ (قرآن کریم)

جہاں ہم دنیا بھر میں خواتین کے باپردہ ہونے پر ہونے والی زیادتیوں کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں، وہاں ہمیں خود بھی اپنے ہاں ایسے ماحول کے احیاء پر زور دینا چاہیے، جہاں بے پردگی اور خواتین کی آزادی کے نام پر چہرے اور جسم کو نہ ڈھانپنے کی کوئی کوشش نہ کی جاتی ہو، ورنہ ہمارا یہ احتجاج نہ صرف یہ کہ دنیا بھر کی مظلوم، باحیا، باکردار اور باغیرت مسلم خواتین کے لیے غیر مؤثر ثابت ہوگا، بلکہ دنیا میں ذلت ورسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں وبال بھی بھگتنا پڑے گا، و لا فعل الله ذٰلك.